جدید عربی ادب میں ناول نگاری

جدید عربی ادب میں افسانہ اور ناول دونوں کیلئے لفظ قصّہ کا استعمال ہوتا ہے لیکن دونوں میں امتیاز و فرق کیلئے ناول کو روایۃ سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

قصّہ نگاری کے آثار قدیم عربی ادب میں ملتے ہیں۔ اس لئے کہ کہانیاں اور قصے لکھنا ادب کا ایک اہم فن ہے۔ اس کے ذریعہ فکر کو کھیل کود اور تفریحی باتوں میں مشغول کرکے نفس کی کدورت دور کی جاسکتی ہے اور اسے آرام و سکون پہنچایا جاتا ہے۔ یورپ میں اس فن کو نہایت بلند مرتبہ حاصل ہے اور اس کے لئے اصول وضوابط مقرر ہیں لیکن عربوں کے قدیم قصّہ نگاری کا سرمایہ کسی اصول وضوابط کی رعایت وقیود سے خالی اور آزاد ہیں مگر قصہ نگاری کا تصور قدیم ادب ہی سے موجود ہے چنانچہ عصر جاہلی میں عربوں کی جنگوں کے قصے زبان زد خاص و عام تھے۔

Scanned with CamScanner

پھر اسلام نے قرآنی قصے کے ذریعے اس فن سے انسانیت کی تزئین اور آراستگی کا سبق سکھایا۔

عصر عباسی میں قصہ نگاری درجہ کمال کو پہنچی اور دوسری زبانوں سے جس طرح علوم فنون کے عربی ترجمہ ہوئے اسی طرح قصوں کی کتابوں کے بھی ترجمے ہوئے ان میں "کلیلہ ودمنہ" "الف لیلہ ولیلہ" بنیادی اہمیت کی حیثیت رکھتی ہے۔

قصہ نگاری کو فنی حیثیت سے عربی میں لانے کی پہل شامیوں نے کی۔ اس لئے کہ انہوں نے ہی سب سے پہلے یورپین اقوام سے خلط ملط پیدا کرکے ان کے علوم کی خوشہ چینی کی اور اس فن کو زندگی و تابندگی بخشی۔ انہوں نے پہلے فرانسیسی اور انگریزی سے ناول اور افسانے عربی میں منتقل کئے، پھر انہیں قصوں کو عربی ماحول و مزاج اور رنگ و خیالات میں ڈھالنا شروع کر دیا۔ ان میں فرانسیس مراش حلبی، متوفی ۱۸۷۳ء سلیم بستانی متوفی ۱۸۸۴ء اور جرجی زیدان، متوفی ۱۹۱۴ء قابل ذکر ہیں۔

Cont---